# ”الرسائل فی
# تحقیق المسائل“
# کا مختصر
# علمی جائزہ

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا
**محمد امین صفدر**
اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

• برادران اسلام، پاک وہند میں اسلام اہل سنت حنفی حضرات کے ذریعہ آیا۔ احناف نے لاکھوں کافروں کو مسلمان کیا۔ ان کو نماز سکھائی۔ یاد رہے جس طرح خود نماز عملی تواتر سے ثابت ہے، اسی طرح نماز میں ترک رفع یدین بھی عملاً متواتر ہے۔ اسلام کی تاریخ میں ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ حنفی نماز کو باطل، بے ثبوت یا غلط کہا گیا ہو۔ بارہ سو سال تک یہاں سب مسلمان یہی نماز پڑھتے رہے۔ کوئی جھگڑا نہ تھا۔ یکا یک اسلامی حکومت کا زوال اور انگریزی اقتدار کا آنا تھا کہ حنفی اسلام کو بھی غلط کہا گیا اور حنفی نماز کو بھی۔ انگریز کے دور میں اس ملک میں رفع یدین والی نماز شروع ہوئی، لیکن ابھی یہ فرقہ نیا تھا اس لئے ذرا پھونک پھونک کر قدم رکھتا تھا چنانچہ میاں نذیر حسین صاحب اور ان کے ساتھیوں نے یہ فتویٰ دیا کہ علمائے حقانی پر پوشیدہ نہ رہے کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۶۱ ج ۳) ہمارا مذہب ہے کہ رفع یدین ایک مستحب امر ہے جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا (ایضا صفحہ ۳/۱۵۴) تارک اس کا لائق ملامت اور عتاب کے نہیں ہوتا اگرچہ عمر بھر نہ کرے (ایضا ۳/۱۵۱) بلکہ نواب وحید الزمان صاحب نے رفع یدین والی نماز کو جوتے پہن کر نماز پڑھنے کے برابر قرار دیا (حاشیہ بخاری صفحہ) اور یہاں تک لکھا کہ رفع یدین کا مسئلہ ایک ایسا اختلافی مسئلہ ہے جیسے متعہ کرنے نہ کرنے کا، میلاد منانے نہ منانے کا اور بیوی اور لونڈی کے غیر فطری مقام کو استعمال کرنے نہ کرنے کا (ہدیۃ المھدی صفحہ ۱/۱۱۸) یہ ان کا مذہب تھا لیکن جب سے ان کو غیر ملکی سرمایہ ملنے لگا تو ان کا مذہب بھی بدل گیا۔ اسی مسئلہ رفع

یدین پر چودہ سے زائد مجاہدین نے کتاب لکھی جس کا نام الرسائل فی تحقیق المسائل ہے۔اس میں پہلے ۹۳ صفحات کا عنوان اسلامی تعلیمات ہے۔جس میں صفحہ ۲۰ پر احناف کی نماز کا مذاق اور فقہ میں ہر برائی کا جواز بتا کر سنی نمازیوں کو دوبارہ دعوت اسلام دی گئی ہے۔ص ۱۱۸ تک دوسرا حصہ حقوق مومن ہیں جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ایمان اور اسلام صرف اس فرقہ شاذہ غیر مقلدین ہی کے پاس ہے۔ پھر ص ۱۱۹ سے لیکر ص ۲۱۸ تک تمام سنت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ رفع یدین کے سنت ہونے کی تمہید ہے اس میں سنت کے تارک کو کافر، دوزخی، لعنتی، گمراہ، ان سے نکاح حرام، اس کے لئے دعائے استغفار حرام قرار دیا ہے دیکھئے صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۷۳، ۱۷۷، ۱۸۱، ۱۸۸ وغیرہ۔

پھر صفحہ ۲۱۹ پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ رفع یدین سنت نبویہ ہے۔آپ نے ہمیشہ رفع یدین کی حتیٰ کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ پھر ۳۸۰ صفحہ تک اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی بالکل ناکام کوشش کی ہے۔ پھر آخر کتاب تک ان احادیث صحیحہ کا انکار کرنے کی کوشش کی ہے جن پر اکثریت امت کا متواتر عمل ہے۔میرے سامنے اس کتاب کی طبع سوم ہے جس کی دو مرتبہ ترمیم و اصلاح ہو چکی ہے جس پر ان کے مشہور اخبارات کے تبصرے اور علماء کی تقریظات موجود ہیں۔ یہ ان کی پوری جماعت کی مسلمہ و مصدقہ کتاب ہے۔

(۱) ہر عقل مند جانتا ہے کہ مدعی کو سب سے پہلے اپنا مکمل دعویٰ لکھنا چاہئے لیکن اس ۵۱۱ صفحات کی کتاب میں ان کا مکمل دعویٰ کہیں موجود نہیں۔ ہاں ان کا عمل جو ان کے ہر گھر اور ان کی ہر مسجد میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ لوگ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی رفع یدین نہیں کرتے اور تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور رکوع جاتے اور اس سے اٹھ کر ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں۔ اور سجدوں سے پہلے، ان کے درمیان اور ان کے بعد کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ان کا کہنا ہے کہ یہ مکمل مسئلہ حضور ﷺ کی قولی فعلی متواتر احادیث سے

ثابت۔ پہلے پچاس صحابہ کا نام لیتے تھے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں، اس کے راوی ہیں۔ اب ترمیم واصلاح کے بعد ۴۴ رہ گئے ہیں۔ یہ بھی جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام صحابہ، تمام تابعین اور تمام تبع تابعین اسی طریقہ سے ہمیشہ نماز پڑھتے تھے۔

(۲) دوسرا ان کا فرض تھا کہ وہ سنت مؤکدہ کی جامع مانع تعریف کرتے کیونکہ ہر ثابت فعل سنت نہیں ہوتا۔ دیکھئے وضو میں کلی کرنا سنت ہے مگر وضو کے بعد بیوی کا بوسہ لینا ثابت تو ہے، سنت نہیں۔ نماز میں ثناء پڑھنا سنت ہے مگر نماز میں بچے کو اٹھانا یا نماز پڑھتے ہوئے دروازہ کھولنا ثابت ہے، سنت نہیں۔ روزہ کے لئے سحری کھانا سنت ہے مگر کان یباشر و هو صائم۔ بیوی سے مباشرت روزہ کی سنتوں میں سے نہیں۔ اب کوئی شخص وضو کے بعد بوسہ لینے، نماز میں دروازہ کھولنے اور روزہ میں مباشرت کو سنت کہے، ان کے تارک کو دوزخی، کافر، گمراہ، لعنتی قرار دے تو وہ مجاہد اسلام بن جائے۔ اسی لئے ان مجاہدین نے سنت کی تعریف نہیں کی تاکہ لوگوں پہ راز نہ کھل جائے کہ رفع یدین کا ثبوت تو وضو کے بعد بوسہ اور روزہ میں مباشرت جیسا بھی نہیں کیونکہ ان کا ثبوت ہے اور ان کے منع اور ترک کی احادیث نہیں جبکہ رفع یدین کے دوام کا کوئی ثبوت نہیں اور اس کا منع اور ترک احادیث صحیحہ اور تواتر عملی سے ثابت ہے۔

(۳) ان حضرات کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں، کسی مجتہد کی تقلید کو بھی شرک مانتے ہیں مگر اس کتاب میں یہ مجاہدین اس دعویٰ سے دست بردار رہے ہیں کیونکہ جن احادیث کو صحیح کہا ہے، ان کی صحت نہ قرآن سے ثابت کی نہ حدیث سے بلکہ مابعد خیر القرون کے غیر مجتہد امتیوں کے بے دلیل اقوال بلکہ بعض جگہ خلاف دلیل رائے کی اندھی تقلید کی ہے اور جن احادیث کی صحت کا انکار کیا ہے، اس میں بھی ایسے لوگوں کی رائے کو من وسلویٰ سمجھ کر قبول کیا ہے اور اپنے مذہب کے مطابق شرک میں ایسے ڈوبے ہیں کہ قیامت تک ساری غیر مقلد جماعت ان کو تلاش بھی نہیں کرسکتی چہ جائیکہ ان کو شرک کی نجاست سے نکال سکے۔

## اثبات دعویٰ میں ذلت آمیز ناکامی

اس طبع سوم میں اپنی روایات کو انہوں نے ۲۳۹ نمبروں میں پیش کیا ہے۔

(۱) ان میں ایک بھی قولی حدیث موجود نہیں ہے جبکہ قولی حدیث پیش کرنے پر رسالہ تحقیق مسئلہ رفع یدین میں دس ہزار روپے انعام کا چیلنج دیا گیا تھا اس میں یہ لوگ سو فیصد ناکام رہے ہیں۔

(۲) اپنے مکمل دعویٰ پر ایک بھی تقریری حدیث پیش نہیں کر سکے اور نہ قیامت تک کر سکیں گے۔

(۳) دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع کی رفع یدین کے منع یا دائمی ترک کی ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکے، ہاں اپنے دائمی عمل کے خلاف حضرت علی کی حدیث تقریباً آٹھ نمبروں میں پیش کی کہ حضرت علی دو سجدوں سے کھڑے ہو کر یعنی دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

(۴) اپنے مکمل دعویٰ پر ایک بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث جو دوام رفع یدین پر نص ہو، پیش نہیں کر سکے جبکہ اس پر ان کو دس ہزار روپیہ انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔

(۵) بیچارے عوام کو نبی پاک اور صحابہ کے نام سے دھوکا دینے کے لئے صفحہ نمبر ۳۷۷ اور ۳۷۸ پر ۴۴ صحابہ کے نام درج کر دئے جن میں سے حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابی بن کعب، حضرت طلحہ، حضرت ابودرداء، حضرت سلمان فارسی، حضرت عثمان، زبیر، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابومسعود انصاری، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت زید بن ثابت، حضرت سعید بن زید، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت حسن بن علی، حضرت حسین بن علی، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت عبداللہ بن جابر البیاضی، حضرت ابوامامہ الباہلی، حضرت عمران بن حصین سے ان کا مکمل دعویٰ کسی ضعیف سند سے بھی ثابت نہیں۔ ایک ہی سانس میں ۱۹ صحابہ کا نام لے کر یہ صریح دھوکا۔ اتنا حوصلہ پادری فاونڈر نے بھی نہ کیا تھا مگر ان مجاہدین اور ان کے

مقرظین کا حوصلہ واقعی قابل داد ہے۔فریب دہی کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔

(۶) الاصابہ صفحہ ۱۴۴ ج ۱ حضرت بریدہ ص ۴۷۹ ج ۲ حضرت عدی بن عجلان صفحہ ۵۸۰ ج ۱ حضرت زیاد بن حارث کے بارہ میں ہے کہ یہ صحابی نہیں تھے مگر ان مجاہدین نے ان کو صحابی بنا ہی دیا۔ایسا فریب تو ماسٹر رام چندر کو بھی نہ سوجھا تھا۔

(۷) حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت ابو اسید، حضرت سہل بن سعد اور حضرت ابو قتادہ کا ذکر حدیث ابو حمید الساعدی میں ہے۔یہ حدیث نہ صحیح ہے نہ دوام رفع یدین پر نص صریح بلکہ اس سے تو یہ سمجھ آتا ہے کہ ایک ایسی مجلس جس میں دس صحابہؓ اور تابعین موجود ہیں، کسی کو رفع یدین کا علم بھی نہ تھا۔عمل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ایسے متروک عمل کو سنت قرار دینا ان مجاہدین کا ہی کارنامہ ہے۔کاش یہ لوگ سنت کی تعریف ہی جان لیتے۔

(۸) باقی آٹھ یا نو صفحات کی روایات کو ان مجاہدین نے خود ہی نقل نہیں کیا کیونکہ وہ ان کے نزدیک بھی نہ صحیح ہیں نہ ان میں مکمل دعویٰ نہ دوام پر نص صریح۔پھر صرف ان کا نام لکھ کر عوام کو دھوکا میں ڈالنا کونسی دینی خدمت تھی۔

(۹) اگرچہ نمبر ۲۳۹ ہیں مگر روایات صرف آٹھ صحابہ کی ہیں۔۹۵ نمبر صرف ایک حدیث ابن عمر کو دیئے ہیں۔۲۷ نمبر صرف مالک بن الحویرث کی روایت کو دیئے ہیں جو حضرت کی خدمت میں صرف بیس دن رات رہے۔(بخاری ص ۸۸ ج ۱) ۴۳ نمبر حضرت وائل کی حدیث کو دیئے ہیں۔یہ بھی مسافر صحابی ہیں آپ کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہے۔تین احادیث کو ۱۶۴ نمبر دیئے۔عوام کو ایسا فریب سوامی دیانند بھی نہ دے سکا تھا۔اس کے چمپئن صرف یہی مجاہدین ہیں۔ان میں بھی کسی حدیث میں مکمل دعویٰ نہ ان میں سے کوئی ایک حدیث بھی دوام پر نص صریح۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

(۱۰) حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی حدیث بیہقی سے نقل کی ہیں وہیں الجوہر النقی میں دونوں کا ضعف درج تھا۔مگر مجاہدین اور مقرظین نے بالکل آنکھیں بند کر لیں۔

نہ ہی یہ صحیح نہ ان میں مکمل دعویٰ نہ ہی دوام پر نص صریح۔ ہاں ان سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ رفع یدین ایسا متروک عمل تھا کہ خیر القرون میں اس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔

## احادیث صحیحہ کا انکار کی عبرت ناک جسارت

کتاب کے چوتھے حصے میں اپنے مکمل دعویٰ پر ایک بھی نص صریح جو دوام پر دال ہو، پیش نہ کر سکے۔ اس ناکامی کا اتنا شدید ردعمل تھا کہ احادیث نبویہ ﷺ کا وہ پوسٹ مارٹم کیا کہ ایسی جسارت کھلے منکرین حدیث اور قادیانیوں میں بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔

پہلا دھوکا تو یہ دیا کہ یہ ترک رفع یدین کی احادیث ہماری پیش کردہ احادیث کے خلاف ہیں۔ اس طرح احادیث نبویہ میں ٹکراؤ کی پالیسی بنائی گئی حالانکہ پہلے فتاویٰ علمائے حدیث کے حوالہ سے گزرا کہ یہ احادیث مختلف اوقات سے متعلق ہیں۔ ہاں یہ اپنی پیش کردہ احادیث کا جو یہ جھوٹا مطلب نکالتے ہیں کہ حضور اقدسؐ ہمیشہ وصال تک رفع یدین کرتے رہے۔ ان کی اس جھوٹی بات کہ یہ احادیث واقعتاً خلاف ہیں۔ اب ان کا فرض تو یہ تھا کہ وہ ایسا جھوٹ چھوڑ دیں جس سے احادیث صحیحہ کا انکار کرنا پڑتا ہے مگر ہائے افسوس، ان سنگدل لوگوں نے اپنے جھوٹ کو چھوڑنے کی بجائے رسول اقدس ﷺ کی احادیث صحیحہ کا بے دردی سے انکار کیا۔

(۱) حدیث جابر بن سمرہ جس میں اس رفع یدین کو شریر گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی ہے اور محدث حرم مکہ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ حدیث نسخ رفع یدین کی دلیل ہے (شرح نقایہ) اس کا یہ جواب دیا کہ بعض محدثین اس کو فلاں باب میں لائے ہیں حالانکہ فرمان رسول کے موافق فہم حدیث میں فہم فقیہ کا اعتبار ہے نہ کہ فہم محدث کا۔ رب حامل فقه غير فقيه (الحديث)

(۲) صفحہ ۱۰۹ پر یہ جھوٹ لکھا کہ شرح نقایہ صفحہ ۶ پر ہے کہ پہلا درجہ بخاری مسلم کا ہے۔ یہ شرح نقایہ میں کہیں نہیں لکھا۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کی جو قولی حدیث تھی، اس کا انکار یوں کیا کہ اس کی سند میں محمد بن عثمان بن ابی شیبہ اور محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ ہیں۔ یہ کذاب اور ضعیف ہیں حالانکہ ان کی دو سندوں میں یہ راوی ہیں ہی نہیں مگر انکار حدیث کی جرأت دیکھو کہ حدیث کا انکار کر دیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(۴) صفحہ ۴۱۶ پر جو ابن عباس کی حدیث ہے، اس کی دو سندیں نصب الرایہ صفحہ ۳۹۰ ج ا پر تھیں۔ ایک کا تو جواب ہی نہیں دیا اور دوسری کے بارہ میں کہا گیا کہ اس کا راوی محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کذاب ہے مگر اس کے ثقہ ہونے کے اقوال چھوڑ دیئے۔ کان بصیرا بالحدیث والرجال۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس کی ایک حدیث بھی منکر نہیں۔ یہاں تو یہ خیانت کی اور پھر لکھا کہ اس سند کا دوسرا راوی محمد بن عمران ابن لیلیٰ نہایت ضعیف ہے، وہ ردی الحفظ ہے، فاحش الخطاء ہے، مضطرب الحدیث ہے، کثیر الوہم ہے، اس کی اکثر روایات منکر ہیں (تہذیب) اس محمد بن عمران کا ترجمہ تہذیب التہذیب صفحہ ۳۸۱ ج ۹ پر ہے۔ وہاں ان مذکورہ الفاظ میں سے ایک لفظ بھی موجود نہیں ہے۔ دیکھئے حدیث رسول کا انکار کرنے کے لئے کتنے جھوٹ لکھے۔ صرف اس لئے کہ یہ حدیث ان کے اس جھوٹ کے خلاف تھی کہ حضرت ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے۔

(۵) صفحہ ۴۱۷ پر حضرت عبداللہ بن عباس کے فتویٰ کے بارے میں لکھا کہ یہ محض الزام ہے جبکہ نصب الرایہ صفحہ ۳۹۰ ج ا پر دو سندوں سے موجود ہے۔

(۶) مسند حمیدی اور صحیح ابوعوانہ کی صحیح صریح حدیث کا صرف اس لئے انکار کر دیا کہ اس پر غیر معصوم غیر مجتہد امتی نے یہ باب نہیں باندھا۔ نبی پاک ﷺ کے مقابلے میں ایسے امتیوں کی تقلید کرتے ہیں اور نام اہل حدیث ہے۔

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کو مجاہدین نے ۹۵ نمبر دیے ہیں۔ ہم نے صحیح سند پیش کی کہ وہ تو خود رفع یدین نہ کرتے تھے تو اس کا انکار کر دیا کہ سند میں ابوبکر بن

عیاش اور حصین بن عبدالرحمان دونوں ضعیف ہیں حالانکہ یہ دونوں راوی اکٹھے صحیح بخاری ص ۷۲۵ ج ۲ کی سند میں موجود ہیں۔ کیا صحیح بخاری کی اس حدیث کا بھی انکار کرو گے؟

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۶ پر ہے۔ اس کی سند پر کوئی اعتراض نہیں کر سکے مگر حدیث پھر بھی نہیں مانی۔

(۹) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے آنحضرت ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کا رفع یدین نہ کرنا مروی ہے۔ اس صحیح حدیث کا انکار کرنے کے لئے یہ بہانہ بنایا کہ اس کی سند میں محمد بن جابر ہے اور وہ بہت ضعیف ہے اور نصب الرایہ صفحہ ۳۹۷ ج ۱ کا حوالہ دیا یہ نہایت ناقص حوالہ ہے۔ محمد بن جابر نہایت ثقہ راوی تھا، آخر عمر میں اس کا حافظہ نہایت کمزور ہو گیا اس لئے ضعیف ہو گیا۔ اس لئے اس نے جو احادیث اس وقت بیان کیں جب اس کا حافظہ قوی تھا، وہ صحیح ہیں اور بعد والی ضعیف ہیں۔ یہ حدیث اس سے اسحاق بن ابی اسرائیل نے روایت کی ہے جب محمد بن جابر کا حافظہ سفیانین سے بھی قوی تھا۔ اسی لئے اسحاق نے کہا وبہ ناخذ ہم سب اسی حدیث کے مطابق نماز پڑھتے ہیں۔ اب اس حدیث کے صحیح ہونے میں کیا شک؟ مگر انکار حدیث کا شوق ہے بلکہ احادیث صحیحہ کا انکار جہاد قرار پا چکا ہے۔

(۱۰) حضرت فاروق اعظمؓ کا رفع یدین نہ کرنا دو سندوں سے لکھا تھا، ان کو ماننے سے انکار کر دیا کہ پہلی سند میں حمانی مجہول ہے جبکہ یہ حمانی ہرگز مجہول نہیں ہے اور پھر امام ابوبکر بن ابی شیبہ اس کے متابع بھی ہیں لیکن جب اصول ہی یہ ہو کہ میں نہ مانوں تو ایسے لوگ خود نبی پاک کو نہیں مانتے، ان کی احادیث کی کیا بات ہے۔

(۱۱) ان صحیح احادیث کا انکار کرنے کے بعد حضرت عمرؓ کا ایک اثر صفحہ ۴۲۷ پر پیش کیا ہے کہ آپؓ نے مسجد نبوی میں رفع یدین کی تعلیم دی اور سب صحابہ نے اس کی تصدیق کی۔ اس کی نہ تو امام بیہقی سے لے کر ابن وہب تک کوئی سند، پھر سلیمان بن کیسان اور عبداللہ بن القاسم کی ملاقات بھی حضرت عمر سے ثابت نہیں۔ پھر اس میں

رکوع کی رفع یدین کا صراحتاً ذکر بھی نہیں۔ اس ظلم کے ساتھ یہ زیادتی بھی یاد رکھیں کہ **فقال للقوم** اس میں حضرت عمر کا مقولہ تھا۔ ان مجاہدین نے **فقال القوم** بنا کر قوم کا مقولہ بنا دیا اور سب صحابہ کی رفع یدین ثابت کر ڈالی۔ افسوس ایک اپنے جھوٹ کی لاج رکھنے کے لئے نہ صحابہ کو معاف کیا جاتا ہے نہ خلفاء کو۔

(۱۲) صفحہ ۴۲۹ اور ۴۳۱ پر دو حدیثوں کو اس لیے ضعیف کہا کہ ان کی سند میں عاصم بن کلیب ہے حالانکہ ان مجاہدین نے اسی کتاب میں عاصم بن کلیب کی سند سے ۳۹ نمبر درج کئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر عاصم بن کلیب سچا راوی ہے تو سچی احادیث کا انکار کیوں کیا اور اگر واقعی جھوٹا ہے تو حضور پر ۳۹ جھوٹ باندھ کر یہ مجاہدین دوزخ کے کس طبقے میں پہنچے اور کتنے سادہ لوگوں کو اپنے ساتھ لے ڈوبے؟

(۱۳) نہایت صحیح سند سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی کے تمام ساتھی جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی، وہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اس صحیح سند کے بارہ میں یہ بے حوالہ جھوٹ بول دیا گیا کہ ابن حجر نے کہا ہے ابو اسحاق کوفی قابل اعتماد راوی نہیں حالانکہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۱۴ ج ۱ نمبر ۹۹ دیکھیں۔ یہ نہایت ثقہ راوی ہے۔ اس صحیح سند کا انکار صرف اس لئے کیا کہ یہ جو جھوٹ بولا کرتے ہیں کہ تمام صحابہ اور تابعین رفع یدین کیا کرتے تھے، اس کی قلعی نہ کھل جائے۔

(۱۴) نہایت صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر بن عیاش جن کی پیدائش ۱۰۰ھ اور وفات ۱۹۳ھ ہے انہوں نے اس خیر القرون میں کسی بھی سمجھ دار کو پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ اس سے ترک رفع یدین کا متواتر عمل ہونا واضح تھا اور ان کا جھوٹ ظاہر ہو رہا تھا۔ اس لئے ابوبکر بن عیاش پر ہی ہاتھ صاف کر دیئے کہ وہ قابل اعتماد نہیں حالانکہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲۵۰ پر ان کا ترجمہ ہے اور صحیح بخاری صفحہ ۱۸۶، ۲۳۲، ۲۶۰، ۲۶۳، ۲۷۴، ۴۰۴، ۴۹۶، ۷۲۵، ۷۷۹، ۹۰۳، ۹۵۲، ۹۵۴، ۹۶۳، ۱۰۵۲، ۱۱۱۸ پر ابوبکر بن عیاش سے حدیث لی گئی ہے مگر مجاہدین نے ضعیف بنا ہی ڈالا۔

(۱۵) حضرت براء بن عازب کی ترک رفع یدین کی حدیث دو سندوں سے مروی ہے۔ دونوں سندیں حسن لذاتہ کے درجہ پر ہیں اور مل کر صحیح لغیرہ بن جاتی ہیں۔ یہ حدیث کسی حدیث کے خلاف نہیں۔ یہ صحیح حدیث خیر القرون کے تواتر عملی کے موافق ہے مگر چونکہ ان مجاہدین کے اس جھوٹ کے خلاف ہے کہ رفع یدین حضور ﷺ کی دائمی سنت ہے، آپ نے وصال تک ایک نماز بھی رفع یدین کے بغیر نہیں پڑھی، ان مجاہدین کو چاہئے تھا کہ اس جھوٹ کو پھینک دیتے۔ اور نبی پاک ﷺ کی احادیث اور خیر امت کے تواتر عملی ترک رفع یدین کو سینے سے لگا لیتے مگر یہ مجاہدین اور ان کے مقرظین نبی پاک کی احادیث اور تواتر عملی کو چھوڑ سکتے ہیں مگر اس جھوٹ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ چنانچہ یزید بن ابی زیاد پر برس پڑے جن کا اہل صدق میں سے ہونا مسلم ج ا ص ۴ پر درج ہے لیکن تعصب کا یہ حال ہے کہ اپنے دلائل میں صفحہ ۳۷۸ پر نمبر ۳۵ پر حضرت براء بن عازب کا نام لکھا ہے۔ اس کی سند میں بھی یہی راوی یزید بن ابی زیاد ہے البتہ اس کے ساتھ اس سند میں ابراہیم بن بشار رمادی کذاب بھی ہے مگر یہ سند مقبول ہے اور وہ دونوں سندیں مردود۔ کیا کوئی شرعی عقلی یا اخلاقی ضابطہ ایسا ہے کہ یزید بن ابی زیاد کی جو حدیث دوسری سند سے بھی مؤید ہو تواتر عملی سے بھی مؤید ہو، وہ تو ضعیف ہو اور جو حدیث کذاب راوی سے دو صحیح سندوں اور تواتر عملی کے خلاف ہو، وہ مقبول ہو۔

(۱۶) پانچ صحیح سندوں سے یہ ثابت ہے کہ امام ابراہیم نخعی نے جب حضرت وائل کی حدیث رفع یدین کی سنی تو انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ انہوں نے ایسا دیکھا ہوگا۔ ورنہ صحابہ اور تابعین کا تواتر عملی ترک رفع یدین پر ہے۔ یہ پانچ روایات ان مجاہدین کے جھوٹ کا سر توڑ رہی تھیں اس لئے ان کا انکار کر دیا اور بہانہ یہ بنایا کہ حضرت وائل جب دوسری مرتبہ تشریف لائے تو بھی سب کو رفع یدین کرتے دیکھا مگر یاد رہے یہ بھی فریب ہے۔ حضرت وائل کی دوسری آمد میں کسی صحیح سند میں رکوع کی رفع یدین کی صراحت نہیں۔ ابوداؤد شریف میں عند افتتاح الصلوۃ کی صراحت ہے۔ ان چودہ مجاہدین

نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے۔ اپنے جھوٹ پر قائم رہنے کے لئے صحیح حدیث میں خیانت کی اور دیگر صحیح احادیث کا انکار کیا۔

(۱۷) صفحہ ۴۴۰ پر پھر حصین بن عبدالرحمان کو ضعیف قرار دیا مگر اپنے دلائل میں صفحہ ۴۴۳ نمبر ۱۶۹ پر اسی حصین سے استدلال کیا۔

(۱۸) صفحہ ۴۴۳ پر حضرت ابو ہریرہ کی نہایت عالی سند سے حدیث ترک رفع یدین کی تھی جس کی سند پر کوئی اعتراض نہ ہو سکتا تھا۔ تو مرفوع حدیث کو دو موقوف آثار سے رد کر دیا جو دونوں ضعیف ہیں۔ پہلی میں محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے اور دوسری سند میں قیس بن عمرو غیر معروف ہے۔ ان ضعیف آثار سے نہایت عالی سند مرفوع حدیث کو رد کر دیا۔ العجب۔

(۱۹) صفحہ ۴۴۵ پر امام زین العابدین پر بے سند جھوٹ بول دیا کہ وہ اس رفع یدین کے قائل و فاعل تھے۔

(۲۰) ان مجاہدین نے صفحہ ۴۵۷ اور ۴۵۸ پر حضرت عمیر کی حدیث کو رفدہ بن قضاعہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس حدیث پر ان کا عمل نہیں مگر اپنے دلائل میں صفحہ ۳۷۸ نمبر ۲۳ پر عمیر لیثی کو شمار کیا ہے جبکہ اس کی سند میں یہی رفدہ بن قضاعہ ہے۔ ایک ہی راوی ایک جگہ جھوٹا اور ایک جگہ سچا بڑی ڈھٹائی ہے۔

(۲۱) صفحہ ۴۶۱ اور ۴۶۲ پر ایک حدیث جس میں ترک رفع یدین کا تواتر عملی ثابت ہے اور ان کے جھوٹ کا ستیاناس کرتی ہے، اس کو ضعیف کہا کہ اس کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ راوی ضعیف ہے مگر اپنے دلائل میں صفحہ ۳۷۸ نمبر ۳۰ پر حضرت عقبہ بن عامر کا نام درج فرمایا۔ اس کی سند طبرانی کبیر ص ۱۹۷ ج ۱۷ پر ہے جس میں عبداللہ بن لہیعہ بھی ہے اور اس سند میں مشرح بن عاہان بھی ہے جس نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے حملہ کیا تھا اور جو عقبہ سے منکر روایتیں بیان کیا کرتا تھا۔ (تہذیب صفحہ ۱۵۵ ج ۱۰) کیا اسی بات کا نام انصاف ہے؟ ہائے احادیث صحیحہ کو محض اپنے جھوٹ کی ضد میں کس ڈھٹائی سے رد کیا جا رہا ہے۔

(۲۲) ص ۴۶۴،۴۶۳ پر ایک حدیث جوان کے جھوٹ کے خلاف تھی اس کو اس لئے ضعیف کہہ دیا کہ اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ہے جبکہ صفحہ ۳۲۴ نمبر ۱۲۴ میں حجاج کی سند سے خود استدلال کیا ہے نیز تذکرۃ الحفاظ میں اس کو حجاج بن ارطاۃ الامام لکھا ہے۔ (صفحہ ۱۸۶)

(۲۳) صفحہ ۴۷۰ پر ایک صحیح سند والی حدیث جوان کے جھوٹ کے خلاف ہے اس کو اس لئے ضعیف کہہ دیا کہ اس کی سند میں قتادہ مدلس ہے اس لئے حدیث صحیح نہیں جبکہ اسی قتادہ سے اسی کتاب میں ان مجاہدین نے ۲۳ جگہ میں حدیث لی ہے، لیکن پھر بھی اس صحیح حدیث کو رد کرنے پر ان مجاہدین کے ضمیر نے ان کو کبھی ملامت نہیں کی بلکہ حدیث کے رد کرنے کو اپنا فخر و کمال سمجھتے ہیں۔ کاش ان کو اگر خوف خدا نہ تھا رسول پاک سے شرم نہ تھی تو انسانوں سے ہی حیا کرتے۔

(۲۴) صفحہ ۴۷۶ پر ان مجاہدین نے ایک صحیح حدیث کو اس لئے رد کر دیا کہ اس سند میں حمید الطویل ہے مگر اپنے دلائل میں ص ۲۵۷، ۳۴۰، ۳۵۱ اور ۳۵۵ پر اسی راوی کی احادیث قبول کر لی ہیں۔ حضرات دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو اس جھوٹ سے توبہ کی توفیق عطا فرمائیں جس جھوٹ کے لئے بے دردی سے احادیث رسول کا انکار کر رہے ہیں۔

حضرات، خدارا ان کے جھوٹوں سے اپنا ایمان بچایئے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری نماز بھی رفع یدین کے ساتھ پڑھی، جو جھوٹ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ تمام عشرہ و مبشرہ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ تمام اکابر صحابہ رفع یدین کرتے تھے، یہ محض جھوٹ ہے۔ ترک رفع یدین والی نماز احادیث صحیحہ اور تواتر عملی سے ثابت ہے اور دور نبوت سے لے کر آج تک امت کی اکثریت اسی طریقہ پر نماز پڑھتی آرہی ہے۔ بڑے رافضی قرآن کے خلاف شاذ و متروک قرأتوں کے ذریعہ وسوسے ڈالتے ہیں اور یہ چھوٹے رافضی نبی پاک سے جو نماز عملی تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی، اس کے خلاف وسوسے ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہلسنت کے ایمان و عمل کی حفاظت فرمائیں۔ (آمین)